www.KitaboSunnat.com

علامہ علی محمد الضبّاع *
مترجم: عمران حیدر **

حدیث سبعۃ أحرف ...... ایک جائزہ

شیخ القراء علامہ علی محمد الضباع رحمہ اللہ کا زیرِ نظر مضمون ان کے مجلّہ 'کنوز الفرقان' سے منتخب کر کے شائع کیا جارہا ہے۔ یہ مجلّہ موصوف نے اپنی زندگی میں تجوید وقراءات کی ترویج کے لئے خود جاری فرمایا تھا، جس کے رئیس التحریر بھی آپ خود تھے۔ مجلّہ ہذا نومبر ۱۹۴۸ء سے مئی ۱۹۵۳ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔ ہمارے محترم کویتی دوست الشیخ ڈاکٹر یاسر ابراہیم مزروعی حفظہ اللہ نے ان مضامین کو تنویر البصر في جمع مقالات وکتابات شیخ القراء بمصر کے عنوان سے تہذیب وترتیب کے بعد وزارۃ الاوقاف، کویت کی طرف سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس سلسلہ کی تاحال پہلی جلد شائع کی گئی ہے۔ اس شمارے میں ہم علامہ الضباع رحمہ اللہ کی دو علمی تحریریں ترجمہ کر کے شائع کر رہے ہیں، جن میں سے دوسری تحریر 'رسم عثمانی کی شرعی حیثیت' کے عنوان سے شاملِ اشاعت ہے۔ اسی طرح سیر وسوانح کے تحت علامہ موصوف کے تفصیلی حالاتِ زندگی بھی اس شمارے کے صفحات کی زینت ہیں۔

زیرِ نظر مضمون میں علامہ موصوف نے جہاں حدیث 'سبعہ احرف' سے متعلق دیگر مسائل پر بحث کی ہے، وہیں اس کے مفہوم کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ فن قراءات کی معروف نمائندہ شخصیات امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ، امام ابومحمد مکی القیسی رحمہ اللہ اور امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ وغیرہ کی اس رائے سے بھرپور اتفاق رکھتے ہیں کہ 'سبعہ احرف' سے مراد 'اوجہ سبعہ' کے بجائے 'سات لغات' کا اختلاف ہے۔ اس مضمون کو ہم اس احساس سے پیش کر رہے ہیں کہ بعض اہل علم جو کہ اس رائے کو غیر وقیع خیال کرتے ہیں، انہیں معلوم ہوجائے کہ فن قراءات کے ماہرین میں سے کئی ممتاز شخصیات اس رائے کی حامل ہیں۔ عام طور پر متاخرین قراءِ کرام میں محقق ابن جزری رحمہ اللہ کی رائے کی وجہ سے 'سبعہ اوجہ' کی تعبیر کی طرف میلان پایا جاتا ہے، جبکہ اس سلسلہ میں موجود 'سبعہ لغات' کی تشریح کو وقعت نہیں دی جاتی، حالانکہ 'سبعہ احرف' بمراد 'سبعہ لغات' کے قائلین متقدمین ومتاخرین اہل علم میں سے جمہور ہیں اور اکثر متقدمین قراء بھی اسی رائے کے قائل تھے۔ پاکستان میں علم تجوید وقراءات کی خدمات کے سلسلہ میں پیش پیش پانی پتی سلسلۂ قراءات کے تمام بانی اَساتذہ بھی اسی رائے کے قائل تھے اور اسی کے حق میں پرزور دلائل اپنی کتب میں پیش کرتے آئے ہیں۔ مزید برآں 'سبعہ احرف' کے مفہوم کے ضمن میں جمہور علماء اور امام ابن جریر رحمہ اللہ کی رائے میں کیا وزن پایا جاتا ہے؟ اس حوالے سے گذشتہ اور حالیہ قراءات نمبر میں 'تعارف علم قراءات' از ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ [ادارہ]

* جمہوریہ مصر میں اکثر قراء اور مقرئین کے اُستادِ گرامی ...... مصنف کتب کثیرہ
** فاضل کلیۃ الشریعۃ، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے متواتر صحیح طرق سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إنَّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسّر منه» ''قرآن مجید سات اَحرف پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے جو آسان لگے اس کے مطابق پڑھ لو۔''

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

"سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان في حياة رسول الله ﷺ فاستمعت لقراء ته فإذا هو يقرأ على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره في الصلاة فتصبرت حتى سلم فلببته بروائه فقلت، من أقرأك هذه السورة التى سمعتك تقرأها؟ فقال: أقرأنيها رسول الله ﷺ فقلت: كذبت فإن رسول الله ﷺ أقرأنيها على غير ما قرأت فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت إن هٰذا يقرأ سورة الفرقان على حروف لم تقرئنيها، فقال رسول الله ﷺ أرسله اقرأ ياهشام! فقرأعليه القراء ة التي سمعته يقرأها، فقال: كذلك أنزلت۔ إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء واما تيسر منه"[صحيح بخارى:٤٦٠٨]

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہشام بن حکیم کو سورۃ الفرقان پڑھتے سنا۔ میں نے ان کی قراء ت میں غور کیا کہ وہ بہت سے حروف پر پڑھ رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے۔ میں نے چاہا کہ میں انہیں نماز میں ہی دبوچ لوں پھر میں نے صبر کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیر دیا۔ میں نے چادر کے ساتھ انہیں دبوچ لیا اور کہا: میں نے تمہیں جو پڑھتے ہوئے سنا ہے تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا۔ پھر میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کی۔ یہ سورۂ فرقان ان حروف پر پڑھتے ہیں جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ اے ہشام پڑھو! تو جس طرح میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا اسی طرح پڑھا۔ آپؐ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی یقیناً قرآن مجید سات اَحرف پر نازل ہوا ان میں سے جو آسان لگے اس کے مطابق پڑھ لو۔''

صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث مروی ہے:

أن النبى ﷺ كان عند أضاة بنى غفار فأتاه جبريل فقال: إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرف، فقال: سل الله معافاته ومعونته فإن أمتى لا تطيق ذلك ثم أتاه الثانية على حرفين فقال له مثل ذلك، ثم أتاه الثالثة بثلاثة فقال له مثل ذلك، ثم أتاه الرابعة فقال، إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف فأيما حرف قرء وا عليه فقد أصابوا

[صحيح مسلم، باب أن القرآن على سبعة احرف]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی غفار کے أضاة کے پاس تھے کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا: اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو ایک حرف پر قرآن مجید پڑھائیں تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مدد مانگو، میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر جبریل علیہ السلام دو حروف لے کر آئے، تو آپ نے وہی بات کہی، پھر جبریل علیہ السلام تیسری مرتبہ تین حروف لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی بات کہی، پھر جبریل علیہ السلام چوتھی مرتبہ آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو سات حروف پر قرآن مجید پڑھائیں۔ وہ جو بھی حرف پڑھیں گے وہ صحیح ہوگا۔''

جامع ترمذی کی روایت میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقي رسول الله ﷺ جبريل عند أحجار المروة قال: فقال رسول الله ﷺ لجبريل: إني بعثت إلى أمة أميين فيهم الشيخ الفاني والعجوز الكبيرة والغلام قال: فمرهم فليقرء وا القرآن على سبعة أحرف [قال الترمذی، کتاب القرآت، باب ما جاء أن القرآن انزل علی سبعة احرف]

''مروہ کے پہاڑی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: میں اَن پڑھ قوم کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ ان میں بوڑھے آدمی، زیادہ عمر کی عورتیں اور جوان شامل ہیں۔ جبریلؑ نے کہا: آپ انہیں حکم دیجئے کہ وہ قرآن مجید سات حروف پر پڑھیں۔''

ایک حدیث کے الفاظ ہیں: « فمن قرأ بحرف منها فهو كما قرأ »

''جس نے ان میں سے کوئی حرف پڑھا وہی درست ہے۔''

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ہیں:

"فقلت يا جبريل! إني أرسلت إلى أمة أمية فيهم الرجل والمرأة والغلام والجارية والشيخ الفاني الذى لم يقرأ كتابا قط قال إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف"

''میں نے کہا: اے جبریل! میں اَن پڑھ قوم کی طرف بھیجا گیا ہوں، ان میں آدمی، عورتیں، بچے، بچیاں اور ایسے بوڑھے ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی، جبریلؑ نے کہا: بے شک یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ہیں:

"أنزل القرآن على سبعة أحرف" ''قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔''

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

"دخلت المسجد أصلى فدخل رجل فافتتح النحل فقرأ فخالفني فى القراء ة، فلما انفتل قلت: من أقرأك؟ قال: رسول الله ﷺ ثم جاء رجل فقام وصلى فقرأ فافتتح النحل فخالفني وخالف صاحبى، فلما انفتل قلت من أقرأك؟ قال رسول الله ﷺ۔ قال فدخل قلبى من الشك والتكذيب أشد ما كان في الجاهلية۔ فأخذت بأيديهما وانطلقت بهما إلى رسول الله ﷺ فقلت استقرئ هذين۔ فاستقرأ أحدهما فقال: أحسنت فدخل قلبى من الشك والتكذيب أشد مما كان في الجاهلية۔ فضرب رسول الله ﷺ صدرى بيده فقال أعيذك يا أُبي من الشّك! ثم قال: إنَّ جبريل أتاني فقال: إن ربك عزوجل يأمرك أن تقرأ القرآن على حرف واحد فقلت: اللهم خفف عن أمتى ثم عاد فقال إن ربك عزّ وجل يأمرك أن تقرأ القرآن على حرفين فقلت اللهم خفف عن أمتى ثم عاد فقال إن ربّك عزّ وجل يأمرك أن تقرأ القرآن على سبعة أحرف وأعطاك بكل ردة مسألة . الحديث حرث بن ابی اسامہ نے اپنی سند میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

''میں نے مسجد میں نماز پڑھی، اسی اثناء میں ایک آدمی آیا اور اس نے سورہ نحل شروع کی۔ اس نے میری قراءت کے برعکس پڑھا۔ جب وہ فارغ ہوا تو میں نے پوچھا: تمہیں کس نے پڑھایا ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے نماز میں سورۃ نحل شروع کی اور قراءت میں ہم دونوں کی مخالفت کی۔ جب وہ فارغ ہوا تو میں نے پوچھا: تمہیں اس طرح کس نے پڑھایا ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اس صورت حال سے میرے دل میں جاہلیت کے دور سے بھی زیادہ شک اور تکذیب پیدا ہوا۔ میں نے ان دونوں کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کی۔ آپؐ ان دونوں سے تلاوت سنیں۔ آپؐ نے ایک سے سن کر فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أحسنت۔ میرے دل میں پھر دورِ جاہلیت سے بڑھ کر شک اور تکذیب پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا: اے اُبی! میں تمہیں شک سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا: جبریلؑ نے میرے پاس آ کر کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک حرف پر قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ میری اُمت سے تخفیف فرمائیں۔ جبریلؑ نے آ کر کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو دو حروف پر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ میری اُمت سے تخفیف فرمائیں۔ پھر جبریلؑ نے آ کر کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ سات حروف پر قرآن مجید کی تلاوت کریں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہر سوال کا جواب دیا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں:

فمن قرأ على حرف منها فلا يتحوّل إلى غيره رغبة عنه

''جو ان میں سے کسی حرف پر پڑھے تو وہ اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے دوسرے کو اختیار نہ کرے۔''

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں:

"كلها شاف كاف ما لم يختم آية عذاب برحمة أو آية رحمة بعذاب"

''تمام (حروف) کافی شافی ہیں جب تک عذاب کی آیت کو رحمت یا رحمت کی آیت کو عذاب سے نہ بدل دے۔''

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت یوں ہے:

"فأي ذلك قرأتم فقد أصبتم، ولا تماروا فيه فإن المراء فيه كفر"

''ان میں سے تم جس کی قراءت بھی کرو گے وہ درست ہے اور تم اس میں شک نہ کرو، کیونکہ اس میں شک کرنا کفر ہے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کی طرح بہت سے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیش آئے۔ اس کی ایک مثال اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان سورہ نحل کے پڑھنے کی صورت میں بیان ہو چکی ہے۔ اس کی ایک دوسری مثال عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابن قیس حضرت عمرو سے بیان کرتے کہ ایک آدمی نے قرآن مجید کی ایک آیت کی تلاوت کی تو سیدنا عمرو نے کہا: یہ تو ایسے ہے اور نبی کریم ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إنَّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فأي ذلك قرأتم أصبتم فلا تماروا فيه»

''قرآن کریم سات اَحرف پر نازل ہوا ہے۔ ان میں سے جو بھی پڑھو وہ درست ہے۔ اس لیے تم اس میں شک نہ کرو۔'' یہ حدیث امام احمد نے حسن سند سے روایت کی ہے۔

مسند احمد، ابی عبید اور طبری میں ابو جہم بن صمة کی روایت اسی معنی کی بیان کی گئی ہے۔

طبری اور طبرانی میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال: أقرأني ابن مسعود سورة أقرأنيها زيد بن ثابت وأقرأنيها أبی بن كعب فاختلفت قراء تهم، فبقراء ة أيهم آخذ؟ فسكت رسول الله ﷺ وعلي إلى جنبه، فقال علي: ليقرأ كل إنسان منكم كما عُلِّم، فإنه حسن جميل"

[معجم الكبير للطبرانی:٤٩٣٨]

''ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: مجھے ابن مسعود، زید بن ثابت اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے ایک سورۃ مختلف قراءات میں پڑھائی ہے۔ میں ان میں سے کس کی قراءت کو اختیار کروں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا، ہر انسان کو اس طرح پڑھنا چاہئے۔ جس طرح اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھایا گیا ہے۔ وہی طریقہ بہتر ہے۔''

ابن حبان اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أقرأني رسول اللهﷺ سورة من آل حم، فرحت إلى المسجد فقلت لرجل: اقرأها، فإذا هو يقرأ حروفا ما أقرأها فقال: أقرأنيها رسول اللهﷺ فانطلقت إلى رسول اللهﷺ فأخبرناه فتغير وجهه وقال إنما أهلك من كان قبلكم الاختلاف، ثم أسر إلى علي شيئا، فقال علي: إن رسول اللهﷺ يأمركم أن يقرأ كل رجل منكم كما علم، قال: فانطلقنا وكل رجل منا يقرأ حروفا لا يقرأها صاحبه" [مستدرك الحاكم: ٢/ ٢٢٣]

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے آل حم میں سے ایک سورت پڑھائی، مسجد میں آ کر میں نے ایک آدمی سے کہا: تم یہ سورت پڑھو۔ اس نے میری قراءت کے برعکس پڑھا اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح پڑھایا ہے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر خبر دی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کو اختلاف نے ہلاک کر دیا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ہر آدمی اسی طرح پڑھے جیسے اسے سکھایا گیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر ہم چلے آئے اور ہم میں سے ہر شخص الگ الگ حروف میں پڑھتا تھا۔''

ابن جزری شرح میں فرماتے ہیں کہ امام ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ نے اس حدیث کا نبی کریم ﷺ سے متواتر سند سے نقل ہونا بیان کیا ہے۔ اس حدیث کے طرق ایک جزء میں جمع کئے گئے ہیں۔ جس میں یہ حدیث درج ذیل صحابہ کرام سے مروی ہے۔ عمر بن خطاب، ہشام بن حکیم بن حزام، عبدالرحمٰن بن عوف، اُبی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس ابوسعید خدری، حذیفہ بن یمان، ابوبکرہ، عمرو بن العاص، زید بن ارقم، انس بن مالک، سمرہ بن جندب، عمر بن ابی سلمہ، ابوجہم، ابوطلحہ انصاری اور سیدہ اُم ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہم اجمعین

حافظ ابویعلی موصلی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے:

"أن عثمان بن عفان قال يومًا وهو على المنبر: أذكر الله رجلا سمع النبي قال: إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف، كلها شاف كاف، لما قام فقاموا حتى لم يحصوا، فشهدوا أن رسول اللهﷺ قال: أنزل القرآن على سبعة أحرف كلها شاف كاف، فقال عثمان، وأنا أشهد معهم" [سنن نسائی: ٩٤١]

''ایک دن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا: میں اس شخص کو قسم دیتا ہوں جس نے نبی کریم ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔ یہ تمام کافی شافی ہیں۔'' جب آپ کھڑے ہوئے تو لوگ بھی کھڑے ہو گئے (ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ) انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ انہوں نے گواہی دی کہ نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی ان کے ساتھ گواہی دیتا ہوں۔''

قرآن مجید کے سبعہ احرف میں نزول کا سبب

امام ابن جزری رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید کے سبعہ اَحرف پر نازل کرنے کا بنیادی مقصد اس امت کے لیے آسانی پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے اس اُمت کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ فرمایا، اپنے فضل سے نوازا، وسعت اور رحمت عطا کی اور اس اُمت کا خاصہ قرار دیا، جیسا کہ اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جب جبریل امین علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرف، فقال سل الله معافاته ومعونته إن أمتي لاتطيق ذلك، ولم يزل يردّد المسألة حتى بلغ سبعة أحرف"[صحيح مسلم: ۸۲۱]

''اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی اُمت کو قرآن مجید ایک حرف پر پڑھائیں تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد اور عافیت کا سوال کریں، میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ اسی طرح سوال کرتے رہے یہاں تک کہ سبعہ اَحرف (میں قرآن مجید پڑھنے کی اجازت) تک پہنچ گئے۔''

جیسا کہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی کہ قرآن مجید سبعہ اَحرف میں نازل ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے قبل انبیاء کرام خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے جبکہ نبی آخر الزمان ﷺ کو پوری دنیا کی تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ وہ عرب جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا، ان کی لغات مختلف اور زبانیں جدا جدا ہیں۔ ان کے لیے ایک لغت سے دوسری اور ایک حرف سے دوسرے حرف کی طرف منتقل ہونا نہایت مشکل ہے حتیٰ کہ بعض لوگ تو تعلیم اور علاج کے ذریعے بھی ایسا نہیں کر سکتے۔ ایسے میں اَن پڑھ بوڑھے اور خواتین وغیرہ کو دوسری لغت یا حرف کا مکلّف بنادیا جاتا تو یہ حکم بجالانا ان کی طاقت سے باہر ہو جاتا اور وہ اس کی اتباع نہ کر پاتے۔

امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ اپنی کتاب 'المشکل' میں فرماتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی ہے کہ اس نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ہر اُمت اپنی لغت اور عادت کے مطابق پڑھ لے۔ ہذلی پڑھتے ہیں (عتى حين) ان کا ارادہ حتى حين کا ہوتا ہے، لیکن اس طرح سے وہ تلفظ اَدا کرتے ہیں۔ اسدی لوگ (ألم إعهد إليكم) مضارع کے کسرہ کے ساتھ، بنو تمیم ہمزہ کے ساتھ اور قریشی بغیر ہمزہ کے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ قيل لهم وغيض الماء ضمہ کے اشمام کو کسرہ کے ساتھ، وبضاعتنا ردّت إلينا۔ کسرہ کے اشمام کو ضمہ کے ساتھ، ما لك لا تأمنا۔ ضمہ کے اشمام کو ادغام کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر ان میں سے ہر فریق دوسری لغت کو اختیار کرنا چاہے تو ان کے لیے بہت مشکل ہے۔ خاص طور پر بچوں اور بوڑھوں کے لئے۔ البتہ اگر کوئی اس کے لیے سخت محنت اور مسلسل ریاضت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رحمت اور محبت کا معاملہ فرماتے ہوئے، اس کے لیے یہ کام آسان بنا دیتے ہیں۔''

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے پوری مخلوق کو قرآن مجید کا یہ چیلنج دیا ہے:

﴿ قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ ﴾[الاسراء:۸۸]

''آپ کہہ دیجئے! اگر انسان اور جن اس قرآن جیسی مثال لانے پر متفق ہو جائیں (پھر بھی) وہ اسکی مثال نہیں لا سکتے۔''

اگر قرآن مجید مخاطبین کی لغت کے علاوہ دوسری لغت میں ہوتا تو وہ جواب میں کہہ دیتے، اگر قرآن ہماری لغت میں ہوتا تو پھر ہم اس جیسا کلام بنا کر لے آتے اور قرآن کے اس دعویٰ کو وہ جھوٹ قرار دے دیتے۔ سبعہ احرف میں قرآن مجید پڑھنے کی اجازت کی وجہ سے کسی کے لیے ابہام باقی نہیں رہا۔

سبعہ احرف سے کیا مراد ہے؟

ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سبعہ احرف کے معنی کے تعین میں علماء کے تقریباً چالیس اَقوال ہیں۔ البتہ اس بات پر سب کا اِجماع ہے کہ اس سے مشہور سبعہ قراء اور ان کی مروجہ قراءات مراد نہیں ہیں، جیسا کہ عوام الناس میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ سمجھتے ہیں۔سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں ابوبکر بن مجاہد نے قراءات کو جمع کیا۔ اگر حدیث میں موجود سبعہ اَحرف سے یہ سات قراء یا ان کی قراءات مراد ہوتیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے قرآن مجید پڑھنا ممکن نہ ہوتا، کیونکہ یہ قراء تابعین کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔اس کے بعد ان کی سبعہ قراءات مشہور ہوئیں۔

قراءت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ثقہ امام سے ایک ایک لفظ لیا جائے وہ اپنے امام سے لے۔اس طرح اس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔اس طرح اس بات پر بھی سب کا اجماع ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہر کلمہ سات طریقوں سے پڑھا جائے، کیونکہ مشہور مذہب کے مطابق عملی طور پر اس کی ایک کلمہ میں بھی مثال نہیں ملتی۔

سبعہ احرف کی مراد کے بارے میں سب سے بہتر قول امام بیہقی، اَبہری اور اکثر علماء نے اختیار کیا ہے کہ سبعہ احرف سے لغات کی مختلف صورتیں مراد ہیں۔انہوں نے دلیل کے طور پر یہ آیت کریمہ پیش کی ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾[الحج:١١] ’’لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کنارے پر (شک کی حالت میں) عبادت کرتا ہے۔‘‘

حافظ ابوعمرو دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرف کے معنی کی طرف دو پہلوؤں سے اشارہ فرمایا ہے:

١ قرآن مجید لغات کی سات صورتوں پر نازل کیا گیا۔احرف حرف کی جمع قلت ہے جس طرح فلس و أفلس۔ حرف سے وجہ بھی مراد لی جاتی ہے۔جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾[الحج:١١]

یہاں پر ’حرف‘ سے وجہ مراد ہے۔یعنی اگر اسے نعمتیں ملتی رہیں، معاملات درست رہیں اور وہ مطمئن ہو تو اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اگر حالات بدل جائیں، اللہ تعالیٰ سختی کے ذریعے اس کا امتحان لیں تو عبادت چھوڑ کر کفر اختیار کرتا ہے۔اس طرح وہ ایک وجہ (صورت) میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءات اور لغات کی مختلف وجہوں کا نام اَحرف رکھا ہے یعنی ان میں سے ہر صورت ایک وجہ ہے۔

٢ قراءات کا نام وسعت کے طور پر ’احرف‘ رکھ دیا گیا ہے۔جیسا کہ عرب کی عادت ہے وہ کسی چیز کا نام اس کے کسی حصے یا اس سے متعلق کسی چیز کے نام پر رکھ دیتے ہیں مثلاً کسی جملے کا نام اس کے کسی اسم پر رکھ دیا جائے۔کلمہ ’ترحیب‘ کے نام پر مقرر پوری تقریر کر جاتا ہے۔اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کا نام حرف رکھ دیا، اگرچہ وہ ایک لمبی کلام ہوتی ہے، کیونکہ اس کے کسی حرف میں ضمہ یا کسرہ کو تبدیل کر دیا۔کسی حرف کو دوسرے سے بدل دیا، کوئی کمی یا اضافہ کر دیا۔جیسا کہ قرآن مجید کی مختلف قراءات میں آتا ہے، تو عرب کی عادت کے مطابق اس میں سے حرف کا نام قراءۃ رکھ دیا۔

ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس معنی کا احتمال دونوں صورتوں میں پایا جاتا ہے۔ان میں سے پہلا احتمال زیادہ قوی ہے۔ "سبعة أحرف، أى سبعة أوجه" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں دوسرے معنی کا زیادہ احتمال ہے۔جب آپ نے فرمایا: سمعت هشاما يقرأ سورة الفرقان على حروف كثيرة لم يقرئنيها رسول الله ﷺ۔ میں نے ہشام کو سورہ فرقان ان حروف پر پڑھتے ہوئے سنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔دوسری روایت کے لفظ ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمعته يقرأ أحرفا لم يكن رسول الله ﷺ أقرأنيها ''میں نے اسے ایسے احرف پڑھتے ہوئے سنا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔''

أوجه سے لغات مراد لینے کی تائید اس بات سے بھی ملتی ہے، کہ قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل کرنے کی حکمت تخفیف اور آسانی ہے۔ تاکہ اس امت کے لوگ اپنی لغت کے مطابق آسانی سے تلاوت کرسکیں۔ اس بات کی صراحت صحیح احادیث سے ملتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: أسأل الله معافاته ومغفرته ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مدد کا طلب گار ہوں۔'' دوسرے مقام پر فرمایا: إن ربی أرسل إلي أن أقرأ القرآن علی حرف واحد فرددت علیه أن هون علی أمتی ولم یزل یردد حتی بلغ سبعة أحرف ''میرے رب نے میری طرف (حکم) نازل کیا کہ میں قرآن مجید ایک حرف پر پڑھوں۔ میں عرض کرتا رہا کہ میری امت پر آسانی فرمائیں، حتیٰ کہ سبعہ احرف تک رخصت مل گئی۔'' آپ ﷺ نے جبریلؑ سے فرمایا: «إنی أرسلت إلی أمة أمية فيهم الرجل والمرأة والغلام والجارية والشيخ الفاني الذی لم يقرأ کتابا قط» ''میں اُمی (اَن پڑھ) قوم کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ان میں مرد، عورت، بچے اور ایسے بوڑھے ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔''

رسول اللہ ﷺ پوری دنیا کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی زبانوں میں انتہا درجے کا اختلاف ہے۔ یہ تمام قرآن مجید کے مخاطب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [المزمل:۲۰] اگر انہیں ایک لغت کا مکلّف بنا دیا جائے تو ان کے لیے مشکل ہوجائے گی اور کچھ لوگ تو کوشش کے باوجود اپنی لغت چھوڑ نہ پائیں گے۔ لہٰذا دین کی آسانی کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید کو مختلف لغات میں پڑھا جائے۔

سبعہ اَحرف کا اختلاف تنوع اور تغایر کا ہے نا کہ تضاد و تناقض کا

رسول اللہ ﷺ سے روایت کردہ قراءات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہمیں جو اختلاف نظر آتا ہے۔ یہ تنوع کا ہے۔ کلام اللہ میں تضاد کا پایا جانا محال ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ [النساء:۸۲]

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔''

ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے قراءات کے اختلاف میں غور کیا تو اس کی تین صورتیں نظر آئیں۔

1. لفظ کا اختلاف ہے معنی میں کوئی اختلاف نہیں۔
2. دونوں کا اختلاف ایسا ہے جسے ایک ہی چیز میں جمع کیا جاسکتا ہے۔
3. دونوں کے اختلاف کو ایک چیز میں جمع کیا جاسکتا ہے بلکہ دوسرے پہلو سے دونوں متفق ہوجاتی ہیں جن میں تضاد باقی نہیں رہتا۔

پہلی صورت کی مثال: اس اختلاف کی مثالیں: الصِّرَاطَ ، عَلَيْهِمْ ، يُؤَدِّهِ ، الْقُدُس اور يَحْسَبُ وغیرہ ہے، ان تمام کو السّرَاطَ ، عَلَيْهُمْ ، يُؤَدِّهْ ، الْقُدْس اور يَحْسِبُ بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ اختلاف لغات کا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری صورت کی مثال: سورہ فاتحہ میں مَالِكِ اور مَلِكِ پڑھا جاتا ہے۔جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک اور اس کا بادشاہ ہے۔ دوسری مثال یكْذِبُون اور یُكَذِّبُونَ ہے۔اس سے مراد منافق ہیں، کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کا انکار کرتے اور آپؐ کی باتوں کو جھٹلایا کرتے تھے۔اسی طرح نُنشِرُهَا (راء کے ساتھ) اور نُنشِزُهَا (زاء کے ساتھ) دونوں کا مطلب ہڈیاں ہیں۔أنشرھا یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا اور أنشزھا انہیں ایک دوسرے کے اوپر رکھا۔ یہاں تک وہ اکٹھی ہو کر جڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں معانی دونوں قراءتوں میں جمع کر دیئے۔

تیسری صورت کی مثال: ﴿ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا ﴾ تشدید اور تخفیف کے ساتھ۔ دوسری مثال ﴿وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ﴾ ایک قراءت میں پہلے لام کے فتحہ اور دوسرے کے رفع کے ساتھ اور دوسری قراءت میں پہلے کسرہ اور دوسرے کے فتحہ کے ساتھ۔تیسری مثال ﴿ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ ﴾ تاء کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ۔

ان مثالوں میں کذبوا تشدید کی قراءت کی صورت میں معنی ہوگا۔ رسولوں کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ ان کی قوموں نے انہیں جھٹلا دیا۔تخفیف کی قراءت کی صورت میں معنی ہو گا کہ ان کی امت کے لوگوں کو اس بات کا وہم ہو گیا کہ ان کے رسولوں نے انہیں خبریں دینے میں جھوٹ بولا ہے۔ پہلی قراءت میں لفظ ظن یقین کے معنی میں ہے اور تینوں ضمیریں رسولوں کے لیے ہیں۔ دوسری قراءت میں ظن شک کے معنی میں ہے اور ضمائر ان کی امت کے لوگوں کی طرف ہیں۔

''لتزول'' میں پہلے لام کے فتحہ اور دوسرے کے رفع والی قراءت میں إن مخففہ من المثقلہ ہے،معنی ہوگا، ان کا مکر اتنا شدید ہے کہ اس سے بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔

اور دوسری قراءت میں ان نافیہ ہے یعنی ان کا مکر اتنا بڑا یا ایسا نہیں ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کا حکم یا دین اسلام ضائع ہو جائے۔ پہلی قراءت میں جبال حقیقی اور دوسری میں مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

لقد علمت ۔ضمہ کی قراءت میں علم کی نسبت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف کی جا رہی ہے۔ جب فرعون نے کہا: ﴿إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴾ ''تمہاری طرف بھیجا جانے والا رسول مجنون ہے۔'' تو اس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتُ مَا أَنْزَلَ هٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ﴾ ''یقیناً میں جانتا ہوں کہ آسمانوں اور زمین کے رب نے یہ بصیرتیں نازل کی ہیں۔'' موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ذات کے علم کے متعلق فرمایا: ان باتوں کا جاننے والا مجنون نہیں ہے۔فتحہ کی قراءت میں اس علم کی نسبت فرعون کی طرف کی گئی ہے، کہ وہ علم ہونے کے باوجود حق کی دشمنی کی وجہ سے غلط بات کہہ رہا ہے۔

ان مثالوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ الفاظ اور معنی دونوں میں فرق ہے۔ دونوں کا ایک مطلب نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود ایک دوسرے پہلو سے ان میں تطبیق دی جا سکتی ہے۔جس سے تضاد ختم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہر صحیح چیز کو قبول کرنا اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔رسول اللہ ﷺ اُمت کو جو کچھ بھی دیتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ہر قراءۃ دوسری قراءۃ کے لیے ایک آیت کے ساتھ دوسری آیت کی مانند ہے۔ان تمام پر علمی اور عملی طور پر ایمان لازم ضروری ہے۔ایک قراءت کو دوسری قراءت کے معارض سمجھتے ہوئے ترک کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔اس بات کی طرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ اِشارہ کیا ہے:

''لا تختلفوا في القرآن ولا تنازعوا فيه فإنه لا يختلف ولا يتساقط ألا ترون أن شريعة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاسلام فيه واحدة، حدودها وقراء تها، وأمرالله فيها واحد؟ ولو كان من الحرفين حرف يأمر بشيء ينهى عنه الآخر كان ذلك الاختلاف ولكنه جامع ذلك كله ومن قرأ على قراء ة فلا يدعها رغبة عنها، فإنه من كفر بحرف منه كفر به كله"

''تم قرآن مجید میں کسی قسم کا جھگڑا اور اختلاف نہ کرو۔ نہ یہ ایک دوسرے کے مخالف ہے اور نہ ایک دوسرے کو ساقط کرتا ہے۔کیا تم دیکھتے نہیں کہ شریعت اسلامی ایک ہی،اس کی حدود اور قراءات میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہی بات کا حکم دیا ہے،اگر ایک حرف کسی بات کا حکم دے اور دوسرا اس سے روکے تو یہ اختلاف ہوتا،لیکن یہاں تو ان کو جمع کیا جاسکتا ہے کوئی شخص کسی قراءت کو بے رغبتی کرتے ہوئے نہ چھوڑے۔جس نے ایک حرف کا بھی انکار کیا اس نے مکمل (قرآن مجید) کا انکار کیا۔''

ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب آپ کے سامنے دو مختلف حروف پر قرآن مجید پڑھنے والوں کا معاملہ آیا تو آپ نے ان میں سے ایک کو کہا:أحسنت۔ دوسری روایت کے لفظ ہیں أصبت۔''تم نے صحیح پڑھا ہے۔'' اور دوسرے سے فرمایا:ھکذا أنزلت ، اسی طرح یہ نازل ہوئی ہے۔ آپ نے دونوں کی تصویب فرمائی اور واضح کردیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید اسی طرح مختلف حروف میں نازل کیا گیا ہے۔اس سے ہمیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قراء کا اختلاف فقہا کے اختلاف سے مختلف ہے۔قراء کا اختلاف سارے کا سارا حق اور درست ہے، اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے،اس میں کوئی شک نہیں ہے جبکہ فقہاء کا اختلاف اجتہادی ہے۔ ہر مذہب دوسرے کی نسبت سے درست ہے،لیکن خطا کا احتمال رکھتا ہے۔

قراءت اور حروف کی نسبت جن صحابہ کرام یا ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی طرف کی جاتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ سب سے زیادہ قراءۃ کرنے والے اور ضبط کرنے والے تھے۔ یہ دوسروں کے نسبت اس فن کے ساتھ زیادہ وابستہ اور منسلک رہے۔ یہی صورت حال ائمہ قراء اور ان کے رواۃ کی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قاری یا راوی نے لغت میں سے ایک وجہ کو اختیار کیا۔اسے دوسری وجہوں پر ترجیح دی اور اس کے ساتھ مستقل طور پر وابستہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ وہ اس میں معروف ہوگئے، زمانے میں ان کی تشہیر ہوگئی اور لوگ ان سے قراءۃ روایت کرنے لگے۔اس طرح اس قراءت یا روایت کی نسبت ان قراء اور راویوں کی طرف ہوگئی۔ان کی طرف یہ نسبت اختیار اور دوام کی ہے، اختراع، رائے اور اجتہاد کی نہیں ہے۔

اسی طرح ہم آیت اور حدیث کا ظاہری تعارض ختم کرسکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف قراءات کے حاملین سے فرمایا: ھکذا، أنزلت اس طرح آپ نے قراءات کے اسی اختلاف کو برقرار رکھا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ [النساء:۸۲]

اس طرح حدیث اور آیت میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ